مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ تشریف لانا اور اتباع شریعت محمدیہ کرنا، لیلۃ المعراج میں انبیاء کرام کی جماعت کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو امام بنایا جانا آپکی خاتمیت کا عملی مظاہرہ ہے

جلد ۳

۱۹ تا ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۲ تا ۱۸ جنوری ۱۹۸۵ء

شمارہ ۳۰

خصائل نبویؐ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ ۔

۱۷ حدثنا احمد بن منیع حدثنا ھشیم حدثنا خالد الحذاء عن عبد اللہ ابن شقیق قال سالت عائشۃ عن صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تطوعہ فقالت کان یصلی لیلا طویلا قائما ولیلا طویلا قاعدا فاذا قرا وھو قائم رکع وسجد وھو قائم واذا قرا وھو جالس رکع وسجد وھو جالس۔

ترجمہ۔ عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نوافل کے متعلق دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے طویل حصہ میں نوافل کھڑے ہو کر پڑھتے تھے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کھڑے ہو کر قرآن مجید پڑھتے تو رکوع و سجود بھی کھڑے ہونے کی حالت میں ادا فرماتے اور جب قرآن مجید بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع و سجود بھی بیٹھنے ہی کی حالت میں ادا فرماتے ۔

فائدہ۔ رات کے طویل حصہ میں نوافل کے علماء نے دو مطلب تحریر فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ ایک ہی رات میں بہت سا حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور بہت سا حصہ بیٹھ کر ۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ مختلف راتوں کا حال ہے کہ بعض راتوں میں طویل نماز کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اور بعض راتوں میں طویل نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے ۔ دوسرا مطلب راجح ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول رات کی نماز یعنی تہجد کی رکعات لمبی لمبی پڑھنے کا تو ہمیشہ ہی رہتا تھا اگر طبع مبارک پر ضعف اضمحلال ہوتا تو بیٹھ کر پڑھتے تھے ورنہ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے ۔ اس حدیث کا اخیر مضمون بظاہر اس سے پہلی حدیث کے مخالف ہے اس لیے علماء نے ان دونوں کو دو حالتوں پر محمول فرمایا کہ نوافل کا دارو مدار نشاط اور سرور پر ہے جس طرح نشاط زیادہ حاصل ہوتا اسی طرح پڑھتے اس کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے افعال میں تعلیم بھی مقصود ہوتی تھی یعنی بہت سے افعال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے بھی کرتے تھے کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس طرح بھی یہ کام کرنا جائز ہے اسی کو بیان جواز کہتے ہیں اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا پورا ثواب ملتا ہے دوسروں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا جتنا ثواب ملتا ہے بیٹھ کر پڑھنے پر اس سے آدھا ملتا ہے اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھ کر نماز پڑھنا بھی نبوت کے مقصد کو پورا کرنا ہے یعنی اعمال کرکے دکھا دینا یہی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آنے کی غرض ہوتی ہے ۔

صدقہ کے مال کی اہمیت

کہیں سے صدقہ وغیرہ کی رقم آتی تو جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو غریبوں میں تقسیم نہ فرما دیتے گھر تشریف نہیں لے جاتے تھے ۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

جلد نمبر ۳

ختم نبوت

شمارہ نمبر ۳۰

فہرست

۱	خصائل نبوی ؐ ۔ حضرت شیخ الحدیث رح	۲
۲	گلدستہ معرفت ۔ حضرت مولانا سید حسین صاحب	۴
۳	ابتدائیہ ۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۵
۴	قادیانی احمدی حضرات جہنم کا ایندھن بننے سے بچیں ۔ منظور الہی ملک	۹
۵	استفتاء	۱۰
۶	حضرت مولانا محمد حیات محمد صاحب ۔ تحریر ،۔ محمد اسماعیل شجاعبادی	۱۴
۷	بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ ۔	۱۶
۸	دورہ افریقہ ۔ منظور احمد الحسینی ۔	۱۸
۹	حضرت انور شاہ کشمیری ۔ تحریر مولانا کوندو ۔	۲۰
۱۰	قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب ۔ حضرت مولانا تاج محمد صاحب	۲۲

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ـــــ ۷۰ روپے
ششماہی ـــ ۴۰ روپے
سہ ماہی ـــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی
امجد محمود

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع : کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت : ۸/۲۰ ساشرہ مینشن
ایم ۔ اے جناح روڈ ۔ کراچی ۔

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت ، اومان ، شارجہ دوبئی اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا ، امریکہ ، کنیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان ، ہندوستان	۱۶۵ روپے

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

ملفوظات

حضرت اقدس سید حسین صاحب مدظلہ علی گڑھ انڈیا۔
خلیفہ مجاز حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب

گلدستہ معرفت

کثرتِ معاصی کے نتائج

فرمایا کہ یہ روزانہ کا مشاہدہ ہوگیا ہے۔ کہ جو لوگ نام کے مسلمان ہیں ان کی تمام تر توجہ ٹھنڈی نیند سونے اور خورد نوش کا انتظام کرنے میں منعطف ہے۔ چنانچہ دیکھتا ہوں کہ اکثر گھروں میں کولر اور ٹی۔ وی لگا ہوا ہے اور لوگ اس قدر غافل سوتے ہیں۔ کہ فجر کی نماز کا ہوش نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ آفتاب کافی اونچا ہو جاتا ہے، اور معلوم بھی نہیں ہوتا کہ گھر میں کوئی ذی روح آباد ہے، ہاں باہر بجلی کے روشن بلب دیکھ کر البتہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس گھر میں آدمی رہتے ہوں گے۔

جس قوم کے افراد محض عیش کی زندگی گزارنے میں لگے ہوں۔ اور نماز و تلاوت کا ان کے یہاں کہیں ذکر بھی نہ ہو تو اس قوم کا کیا حال ہوگا۔ ایسی قوم گویا روحانی اعتبار سے بالکل مردہ ہوچکی ہے۔ اور باطنی کی زیست کے اس میں کچھ بھی آثار باقی نہیں رہے، بلکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معیار کے اعتبار سے تو یہ لوگ مردوں سے بھی بدتر ہیں۔ بس جس طرح ہر جاندار اپنی مدت العمر پوری کر کے مرتا ہے، یہ بھی ختم ہوجاتے ہیں ورنہ حقیقی موت تو کب کی ان کی ہوچکی، رہی طبعی موت وہ جب چاہے آدے۔ چنانچہ انہیں جیسے سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں افراد آئے دن دور و نزدیک کے شہروں میں کسی نہ کسی علت میں ہلاک ہوتے ہیں۔ یا ہلاک کیے جاتے ہیں۔ لیکن ان کا کوئی پرسان حال نہیں، نہ داد ہے نہ فریاد۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر سے یہ ساقط ہوچکے۔

اسی سلسلہ میں فرمایا کہ آج کل اس کا بھی خوب مشاہدہ ہو رہا ہے کہ کثرتِ معاصی کے سبب سے روٹی کپڑے اور مکان غرضیکہ سب ہی کی تنگی میں گذر رہی ہے۔ کیونکہ جنونِ دنیا اس قدر سوار ہے کہ جیسے آسیب زدہ اپنے گردوپیش کو نہ پہچانے۔ باوجودیکہ روح کی معاشی تنگی میں انسان مبتلا ہے مگر ضمیر اس قدر خاموش اور بے حس ہوچکا ہے کہ ایک لمحہ بھی یہ ادراک نہیں ہوتا کہ یہ بلائیں ہمارے اپنے کرتوت کی وجہ سے ہیں۔ طوفانِ بادوباراں کی خبر تو کوے بگلے کو ہوجاتی ہے مگر افسوس کہ آج کل کا انسان اس قدر مردہ ہوچکا ہے کہ اس کو باوجود عقل ہونے کے بھی نہ معاصی کا حس رہ گیا ہے۔ نہ ماحول کی خبر اور ان طرح طرح کے عذابوں کے مشاہدہ کے باوجود ان مصیبتوں کو حق تعالیٰ کی ناراضگی کی طرف منسوب نہیں کرتا ہے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اس کی خبر پہلے ہی دے چکے ہیں۔ کہ کثرتِ معاصی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے انسان کا رزق تنگ ہوجاتا ہے اور طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار ہوجاتا ہے۔

دو آدمیوں کو کمر میں پتھر باندھ کر دریا میں غرق کر دینا چاہیے۔ ایک تو ایسے دولت مند کو جو اپنی دولت میں مستحق لوگوں کو شریک نہ کرے دوسرے وہ ایسے غریب کو جو باوجود غربت کے خدا تعالیٰ کی عبادت نہ کرے۔

ابتدائیہ

قادیانی کلمہ

ان دنوں قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں کے نام بے شمار خطوط بھیجے جا رہے ہیں ، جن میں اپنی مصنوعی مظلومیت کا رونا روتے ہوئے مسلمانوں کی شکایت کی گئی ہے کہ وہ خدا اور رسول کے نام کا کلمہ مٹانے کے درپے ہیں ، یہاں نمونے کے طور پر دو خط نقل کئے جاتے ہیں۔

①

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم جناب ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ مجھ سے واقف نہیں لیکن ایک ضروری بات کے لیے آپ سے مخاطب ہونے کی جسارت کر رہا ہوں گذارش ہے کہ آپ توجہ فرمائیں ۔

قیام پاکستان سے پہلے کی بات ہے ۔ ایک مسلمان بزرگ پنجاب میں کسی مقام پر تحصیل دار تھے ان کے حلقے میں ایک ہندو پٹواری تھا جیسا کہ آپ جانتے ہیں تحصیلدار کے سامنے علاقے کے پٹواری کے تیار کردہ کاغذات آتے ہیں اس ہندو پٹواری کے تیار کردہ کاغذات میں جہاں بھی محمدؐ کا نام آتا تھا اس کے اوپر "صلی اللہ" کا "ص" لکھا ہوتا تھا ۔ مسلمان تحصیلدار کو اس کی یہ بات ایسی پسند آئی کہ انہوں نے اس ہندو پٹواری کو قانون گو بنا دیا ۔

ایک وہ زمانہ تھا اور ایک آج کا زمانہ ہے بعض مسلمان کلمہ طیبہ مٹانے کا مطالبہ کر رہے ہیں بلکہ بعض جگہوں پر کلمہ طیبہ کو مٹانے کی گستاخی بھی کر چکے ہیں ۔

سنجیدگی سے غور کیجئے کیا پاکستان اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ یہاں مسلمان اس کلمہ طیبہ کو جس کے لیے کبھی وہ اپنی جان قربان کرنے کو تیار رہتے تھے اپنے ہی ہاتھوں مٹا دیں ۔

میں احمدی ہوں اور کسی امداد کا طالب نہیں میرے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کافی ہیں ۔ لیکن یہ ضرور عرض کروں گا کہ اگر کلمہ طیبہ کو مٹانے کی نعوذ باللہ کوشش کی جائے تو ہر کلمہ گو کا یہ فرض ہے کہ ایسی مذموم کوشش کو ناکام بنانے کے لیے پورا

چارہ جوئی کرے ۔ مبادا یہ بے حسی اللہ تعالیٰ کے غضب کو جوش میں لانے کا موجب بنے :

والسلام

خاکسار

چوہدری غلام حسین چک نمبر ۲۴/۱۰R تحصیل خانیوال

(۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی محمد اقبال صاحب عباسی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

آپ مجھ سے واقف نہیں لیکن ایک خاص وجہ سے آپ کو مخاطب کرنے کی جسارت کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ توجہ فرمادیں گے میں احمدی ہوں ایک کلمہ گو ہونے کے ناطے آپ سے مخاطب ہوں ۔

گذشتہ چند ماہ سے احمدیوں کے خلاف کچھ افراد کے ایما پر تحریک چلائی جا رہی ہے اور ہر قسم کی غلط باتیں ہماری طرف منسوب کی جا رہی ہیں ۔ اذانیں بند کی گئیں ۔ مساجد کو مساجد کہنا ممنوع قرار دیا گیا۔ تقریر و تحریر پر پابندیاں عائد کی گئیں ۔ کتابیں ضبط کی گئیں ان تمام باتوں کے باوجود امن وعامہ اور ملک کی سالمیت کے پیش نظر ہم خاموش رہے لیکن اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کچھ لوگ کلمہ طیبہ مٹانے پر اُتر آئے ہیں اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ ہماری مخالفت میں اسی کلمہ کو مٹانے کے درپے ہیں جس کے ساری دنیا میں قیام کے لیے ہمارے آقا و مولیٰ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تھے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ صورتحال کسی کلمہ گو کو قابل قبول نہیں ہوگی کہ ایک خدا اور ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے خود اپنے ہاتھوں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کو مٹائیں ؟ خدارا غور فرمائیں تاکہ کوئی حرکت ایسی نہ ہونے پائے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو ۔

والسلام

ڈاکٹر مبارک احمد ۔ سلطان محمود روڈ ۔

شالا مار ٹاؤن لاہور

قادیانیوں کے یہ خطوط محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے ہیں ۔ ورنہ حقیقت حال ان کو بھی معلوم ہے کہ ان کی عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ کا لکھا ہوا ہونا مسلمانوں کے لیے کیوں ناقابل برداشت ہے ۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک تو "محمد رسول اللہ" سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے ۔ لیکن قادیانیوں کے نزدیک مسیلمۂ پنجاب ، اسود ہندی مرزا غلام احمد قادیانی خود "محمد رسول اللہ" ہے ۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

قادیانیوں کے خیال میں "قادیانی محمد رسول اللہ" محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہے کیونکہ اس کے زمانے کی روحانیت مسلمانوں کے "محمد رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے ۔ (خطبہ الہامیہ صـ ۱۸۱)

روحانیت کے اعتبار سے محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے کی اسود ہندی (مرزا غلام احمد قادیانی) کے زمانے سے وہی نسبت ہے جو ہلال کو بدر سے ہوتی ہے "یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی روحانیت پہلی رات کے چاند

کی طرح تھی (جس میں کوئی خاص روشنی نہیں ہوتی) اور اسود قادیانی کے روحانیت چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۸۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ روحانی ترقیات کا پہلا قدم اور اسود قادیانی کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۷) اس لیے قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی نہ صرف بعینہٖ "محمد رسول اللہ" ہے بلکہ اپنی شان میں ———— "محمد عربی" سے بھی بڑھ کر ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا ایک مرید قاضی ظہور الدین اکمل مرزا کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں ؛ غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر ؛ مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق ؛ شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ؛ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل ؛ غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

چونکہ مسلمانوں کے "محمد رسول اللہ" حضرت خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قادیانیوں کا "محمد رسول اللہ" غلام احمد قادیانی ہے۔ اسلئے مسلمانوں کے نزدیک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ لیکن قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی، محمد رسول اللہ، خاتم النبیین اور "آخری نبی" ہے۔ چنانچہ غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

"مبارک وہ جس نے مجھ کو پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور اس کے سب نوروں میں "آخری نور" ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔" (کشتی نوح ص۵۶)

چونکہ "آخری نبی" کی وحی اور تعلیم ہی مدار نجات ہوسکتی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کے لیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور آپ کی تعلیمات مدار نجات ہیں۔ لیکن مرزائیوں کے لیے ان کے من گھڑت "محمد رسول اللہ" مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی اور تعلیم مدار نجات ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

"چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے۔ فُلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ...... اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔ اور جس کے کان ہوں سنے۔" (اربعین ص۴ ۶)

اس پوری کیفیت کو، جو اوپر مختصراً ذکر کی گئی ہے، سامنے رکھ کر انصاف کیجیے کہ شکایت مسلمانوں کو ہونی چاہیے کہ اس ملک پاک میں، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر حاصل کیا گیا ہے، ایک جھوٹے مدعی نبوت کو "محمد رسول اللہ" کہا جاتا ہے۔ اسے "آخری نبی" قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی تعلیم اور وحی کو "تمام انسانوں کے لیے مدار نجات" ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس کے نہ ماننے والوں کو غیر مسلم اور جہنمی کہا جاتا ہے، اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ "آسمان سے کئی تخت

اترے۔ مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا" (تذکرہ) کیا یہ حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟ کیونکہ اس لیے بنایا گیا تھا کہ یہاں اسود ہندی مرزا غلام احمد قادیانی کو "محمد رسول اللہ" سے افضل قرار دیکر اس کے نام کا کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" جاری کیا جائے؟ کیا کوئی مسلمان جس کے دل میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ذرا بھی غیرت ہے۔ اور جو قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید رکھتا ہے، اس کے لیے قادیانیوں کا مرزا کو "محمد رسول اللہ" قرار دیکر اس کا کلمہ جاری کرنا قابل برداشت ہوسکتا ہے؟ کیا ہر مسلمان کا یہ فرض نہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے لیے غیرت رکھے، قادیان کے جعلی "محمد رسول اللہ" کے کلمہ کو مٹا ڈالے، قادیانیوں کے اس بت سامری کو پاش پاش کر ڈالے اور اس کے آثار ونشانات کو صفحۂ ہستی سے محو کر ڈالے؟

مرزا قادیانی کی فریب خوردہ امت اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹنے سے پہلے کچھ اپنے ظلم وتعدی پر بھی غور کرے، اور قادیان کے اسود ہندی اور مسیلمہ پنجاب کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر لا کھڑا کرنے سے کچھ شرمائے،

کیا وہ مرزا قادیانی کی اس قطعی وحی پر ایمان نہیں رکھتے کہ وہ (نعوذ باللہ) "محمد رسول اللہ" ہے۔؟

کیا وہ مرزا کے اس دعوے پر ایمان نہیں رکھتے کہ مرزا کے زمانہ کی روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی روحانیت کے مقابلہ میں اکمل اور اقویٰ اور اشد ہے۔؟

کیا وہ ایمان نہیں رکھتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ روحانیت کے لحاظ سے پہلی رات کے چاند کی طرح تھا۔ اور مرزا کا زمانہ چودھویں کے چاند کی طرح ہے؟

کیا وہ مرزا کو "خدا کا آخری نور" اور "آخری راہ" نہیں مانتے؟

کیا وہ مرزا کی تعلیمات اور وحی کو مدار نجات نہیں مانتے؟

کیا وہ مرزا کی وحی کے مجموعہ "تذکرہ" کو توریت وانجیل اور قرآن کی طرح قطعی اور مقدس کتاب نہیں مانتے؟

کیا وہ مرزا کے بغیر دین اسلام کو "مردہ اسلام" نہیں کہتے؟

کیا وہ ایسے مذہب کو جس میں نبوت کا سلسلہ جاری نہ ہو (جیسا کہ دین اسلام ہے) لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت نہیں کہتے؟

کیا، مرزا قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم۔اے نے نہیں لکھا کہ:

"مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔" (کلمۃ الفصل ص۱۵۸ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، مارچ، اپریل ۱۹۱۵ء)

ہماری مخلصانہ گذارش ہے کہ اگر خدا توفیق دے تو ان عقائد باطلہ سے توبہ کرکے مسلمانوں کی طرح سچا ایمان لاؤ اور شوق سے کلمہ پڑھو۔ ورنہ جھوٹے نبی (مرزا) کا جھوٹا کلمہ (محمد رسول اللہ) پڑھ کر مسلمانوں کو دھوکہ مت دو۔

قرآن کریم میں منافقوں کے کردار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب منافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو بڑے زور کی قسمیں کھا کر آپؐ کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے۔ کہ آپؐ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق اپنے اس دعویٰ میں "قطعاً" جھوٹے ہیں۔

باقی ص۲۱ پر

منظور الٰہی ملک اعوان
امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔ سیالکوٹ

قادیانی احمدی حضرات

جہنم کا ایندھن بننے سے بچیں!

ایک طرف تو مرزا غلام احمد قادیانی دعوے کرتا ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے، محمد ہے، احمد ہے، عیسیٰ ہے، موسیٰ ہے ابراہیم ہے یہاں تک کہ اس کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ وہ سب انبیاء سے افضل ہے، خدا ہے، خدا کا بیٹا ہے اور دوسری طرف وہ یہ کہتا ہے کہ وہ آدم زاد نہیں بشر کی جائے نفرت ہے مگر اس کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود قادیانی خلیفہ دوم بار بار کہہ گیا ہے کہ ۱۹۰۰ سال سے کنواریاں اس کے انتظار میں بیٹھی تھیں جب کہ اس کے ابا مرزا غلام قادیانی مرتد کافرہ ملکہ وکٹوریہ انگلستان و ہندوستان کو خط مورخہ ۱۸۹۹ء/۲۰/۸ میں لکھ چکا ہے کہ میں نے جہاد کو حرام کرنے کے بارے میں چالیس ہزار کتابیں، رسائل اور اشتہارات مکہ شریف، مدینہ شریف اور دیگر اسلامی ممالک میں تقسیم کئے ہیں اور یہ کہ مرزا غلام قادیانی کے ابا مرزا غلام مرتضیٰ نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بہادر شاہ ظفر کی مسلمان فوج کو تباہ کرنے کے لیے انگریزوں کو ۴۰ نوجوان اور ۴۰ گھوڑے دیئے تھے کافرہ ملکہ وکٹوریہ انگلستان و ہندوستان کو مرزا غلام قادیانی مرتد نے یہ بھی لکھا "خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں، خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے اور تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے"

ایسے حالات میں ہم احمدی عقلمندوں، دانشوروں اور سادہ لوحوں سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ دنیا کے ۹۹ کروڑ مسلمان اور جنرل ضیا صاحب مرزا غلام قادیانی مرتد کو نبی اور مسیح موعود کس طرح مان لیں جب کہ وہ خود اپنے خط مورخہ ۱۸۹۹/۸/۲۰ بنام ملکہ وکٹوریہ انگلستان و ہندوستان میں تحریر کر چکا ہے کہ اس کو ملکہ وکٹوریہ کی پاک نیتوں کی تحریک نے خدا نے بھیجا ہے اور یہاں تک بھی لکھ گیا ہے کہ جو مسلمان اسے نہیں مانتا خواہ اس نے مرزا غلام قادیانی کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کنجریوں کی اولاد ہیں اس لیے قادیانی احمدی سعید روحوں کو سوچنا چاہیئے کہ ڈیڑھ لاکھ پاکستانی احمدی مسلمان ہیں! اور ۸ کروڑ مسلمانان پاکستان اور دیگر ممالک کے ۹۱ کروڑ مسلمان نعوذ باللہ غیر مسلم ہیں

ان حالات میں ہم قادیانی احمدیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ انہیں آئین پاکستان ۱۹۷۳ء، عبوری آئین ۱۹۸۰ء اور صدارتی آرڈی ننس مورخہ ۱۹۸۴/۴/۲۶ کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو غیر مسلم کافر اقلیت تسلیم کرنے کا کھلم کھلا اعلان کر دینا چاہیئے یا ہمت کر کے مرزا طاہر اور جماعت احمدیہ پاکستان ربوہ کے صدر سے ربوہ کے گول بازار میں لاؤڈ اسپیکر پر یہ اعلان کرائیں کہ وہ اور ان کے پیروکار احمدی "مسلمان ہیں" جنرل ضیا صاحب اور دیگر ۹۹ کروڑ مسلمان نہیں؟ اگر احمدی حضرات ایسا نہیں کر سکتے۔ یا ایسا کرنے کے لیے تیار نہ ہوں پھر بھی مسلمان کہلانے کے خواہش مند ہوں تو انہیں مرزا غلام قادیانی مرتد پر لعنت بھیج کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جانا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ جنرل ضیاء کی اسلامی حکومت کل کو انہیں مرتد قرار دے کر قتل کر دے

استفتاء

حضرات علماءِ اسلام و مفتیانِ عظام سے استفسار ہے

۱ مسلمانوں اور مرزائیوں کے کلمہ شریف میں مفہوم اور مُراد کے اعتبار سے کیا فرق ہے؟ اور مرزائیوں اور مسلمانوں کے اسلام میں کیا تمیز ہے؟ (ایک غلطی کے ازالہ سے دلیل وضاحت فرمائیں)

۲ مرزائیوں کے معابد اور مسلمانوں کی مساجد میں کیا تفریق ہے؟

۳ مرزائی اگر اپنے معابد میں اسلامی اصطلاحات و عنوانات مثلاً کلمہ شریف، کلام، آیاتِ قرآنی وغیرہ لکھیں تو ان کو ہٹانا، مٹانا، یا تبدیل کرنا شرعاً جائز ہے؟

۴ جو مسلمان مرزائیوں کے معابد میں مرزائیوں کے ہاتھوں شہید کر دیے جائیں وہ شہادت کے رتبے پر فائز ہوں گے؟ اور شہید کہلائیں گے؟ ان کو بُرا بھلا کہنا یا مُردہ کہنا اور ان کے اس مقصد کی تردید یا تنقیص کی اجازت ہوگی؟

بینوا توجروا

المستفتی

فاضل حبیب اللہ رشیدی

مدیر الرشید۔ ناظم اعلیٰ جامعہ رشیدیہ ساہیوال

جواب۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ آیت کریمہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ کا مصداق ہے۔ اور مرزائی اس کے اس دعوے پر ایمان رکھتے ہیں، چنانچہ مرزا کے مرید اکمل کا مشہور قصیدہ ہے۔ جس کے آخری دو شعر یہ ہیں۔

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں　　اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل　　غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

پس مسلمانوں اور مرزائیوں کے کلمہ میں یہ فرق ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک "محمد رسول اللہ" میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور مرزائیوں کے نزدیک اس سے مراد مرزا ہے، یا کم سے کم مرزا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہے۔

۲ مسلمانوں کی مسجدیں "اللہ کا گھر" ہیں اور مرزائیوں کی عبادت گاہیں حافظ ابن تیمیہ کے بقول "شیاطین کا گھر" ہیں۔

۳ جس طرح کسی گندی جگہ کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی لکھنا موجب بے ادبی ہے اور اس بے ادبی کا ازالہ واجب ہے۔ اسی طرح کفر و زندقہ کے مراکز پر مقدس کلمات و آیات شریفہ کا چپکانا ان کی بے حرمتی ہے۔ اور ان کا ہٹانا اور مٹانا ضروری ہے۔ سورۃ منافقون میں ہے کہ منافق بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتے تھے تو تلبیس اور دھوکا دہی کی خاطر "نشهد انك لرسول الله" کہتے تھے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ یہ کلمہ تو مقدس ہے اور حق تعالیٰ خود بھی اس کی شہادت دیتے ہیں کہ منافق جھوٹے ہیں،

ٹھیک یہی صورت مرزائیوں کے کلمہ کی ہے۔

۴۔ جو مسلمان کسی کافر زندیق کے ہاتھ سے ظلماً مارا جائے اس کے شہید ہونے میں کیا شبہ ہے؟ واللہ اعلم۔

(مولانا محمد یوسف لدھیانوی)

علامہ بنوری ٹاؤن - کراچی ۔۔۔ ۵

یوسف عفا اللہ عنہ

۳ ربیع ۱۴۰۵

باسمہ تعالیٰ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی نے بہت ہی بہتر جواب لکھا ہے، کلمہ طیبہ مٹانے کے سلسلہ میں لوگ جو اعتراض کرتے ہیں اس کا بہت ہی خوب جواب دیا ہے کہ قادیانیوں کی مساجد گندگی کے مقامات ہیں گندگی کی جگہوں سے کلمہ طیبہ کا مٹانا ضروری ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء واللہ تعالیٰ اعلم۔

المفتی ولی حسن

مفتی دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ محمد یوسف بنوری تاؤن کراتشی ۵

دار الافتاء

علامہ محمد یوسف بنوری تاؤن

کراتشی ۵، پاکستان

الخیر کا براۃ حضرت تھانویؒ نمبر

قادیانیوں کی جانب سے حکیم الامت حضرۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس سرہ پر لگائے گئے بے بنیاد الزام محقق عصر ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ کے قلم سے تحقیقی، علمی اور تاریخی جواب۔

ساڑھے تین روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر ماہ ذوالحجہ ۱۴۰۴ھ کا شمارہ طلب فرمائیں۔

سٹاک محدود ہے۔

دفتر ماہنامہ "الخیر" جامعہ خیر المدارس ملتان

مولانا محمد اسمٰعیل شجاعبادی
مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور

مناظرِ ختم نبوت فاتحِ قادیاں حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حیات وخدمات کی ایک جھلک

لکلِ فنٍ رجالٌ کا مقولہ عرصہ دراز سے سنتے چلے آ رہے ہیں خداوندِ قدوس نے مختلف طبیعتیں پیدا فرمائیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو قدرت نے خطابت کے لیے پیدا فرمایا تھا۔ تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ بعینہٖ اسی طرح سمجھئے کہ استاد المناظرین مولانا محمد حیات صاحبؒ فاتح قادیان کو خداوند قدوس نے فن مناظرہ کے لیے پیدا کیا تھا۔ بالخصوص تردید قادیانیت کے موضوع پر تو آپ مکمل دسترس رکھتے تھے۔

اٹھتے، بیٹھتے چلتے پھرتے غرضیکہ ہر حالت میں تردید قادیانیت میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ صبح کی نماز کے بعد بھی مرزا قادیانی کی کتب کے مطالعہ میں مصروف نظر آتے ہیں مولانا کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ متعلقہ موضوعات پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ اگر قادیانیوں کا استدلال منطقی طرز پر ہوتا تو جواب بھی منطقی دلائل کی رو سے دیتے۔ اور اگر اعتراضات نحوی قواعد وضوابط کی رو سے ہیں۔ تو نحوی قواعد وضوابط زیر بحث ہیں۔ اگر استدلال عرف کے قرائن سے ہے تو اسی انداز سے بات ہو رہی ہے۔

ایک عجیب واقعہ

ایک مرتبہ جلال پور پیر والا میں ایک معروف نحوی عالم دفتر مرکزی (قدیم) ملتان میں تشریف لائے۔ مولانا موصوف فن نحو میں امام ہیں۔ اور چوٹیؒ کے عالم ہیں۔ مولانا مرحوم کو معلوم ہوا تو فرمایا "مولوی جی اینوں حیات مسیحؑ آوندی اے" پھر خود تشریف لے گئے اور کافی دیر تک حیات عیسٰی علیہ السلام پر بحث فرماتے رہے

غرضیکہ حیات عیسٰی علیہ السلام آپ کا پسندیدہ موضوع تھا۔ اپنے حریف کو دل کھول کر بات کرنے کا موقع دیتے۔ پھر ایسا جواب دیتے کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن مخالف حیران وپریشان ہو جاتا اور فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ کا مصداق بنتا۔

پیدائش اور وطن

مولانا مرحوم نارووال اور شکر گڑھ کے درمیان واقع قصبہ "لنگاہ بھٹیاں" میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم اس علاقہ کے معروف عالم دین مولانا محمد شفیع مرحوم جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے سے حاصل کی اور تردید مرزائیت "تلمیذ حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ" مولانا محمد چراغ صاحب گوجرانوالہ سے پڑھی۔ بعد ازاں مجلس احرار اسلام ہند کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے محاذ کو سنبھالا۔ ان دنوں مسلمانانِ ہند کی سب سے انقلابی اور سیاسی تنظیم مجلس احرار اسلام ہی تھی۔ جو حکومت الٰہیہ کے قیام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے شب و روز مصروف عمل تھی۔ امیر شریعت، قائد قافلہ حریت، شیر اسلام مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ولولہ انگیز اور جرأت مندانہ خطابت کا قریہ قریہ بلکہ ہر ہر گھر چرچا اور تذکرہ تھا۔ انگریز سے نفرت، خدا کی عبادت، رسول کی محبت کو مقصد زندگی بنائے ... سالار ختم نبوت اپنے قافلہ کو لے کر حصول مقصد کے لیے دن رات مصروف تھے۔

مولانا محمد حیاتؒ بھی اس جانباز قافلہ میں شریک ہو گئے خداوند قدوس نے موصوف کو قابل رشک حافظہ دیا تھا۔ قادیانی

کتب کے صفحات ان کے حافظہ میں ازبر تھے۔ جب کوئی حوالہ درکار ہوتا مولانا اپنے حافظہ کے کتب خانے سے حرف بحرف سنا دیتے۔ تحمل، بردباری، ٹھنڈا مزاج، علم، عقل جیسی بے پناہ صلاحیتوں سے نوازے گئے تھے۔ مناظرہ میں آپ کی زبان سے کبھی ایسی بات نہ نکلتی جو سنجیدگی، متانت، تہذیب اور شائستگی کے خلاف ہو۔

آپ بیک وقت ہندو، سکھ، آریہ سماج اور مرزائیوں کے مقابلہ میں عظیم مناظر تھے مذکورہ بالا غیر مسلم اقوام کے پڑھے لکھے طبقہ سے عربی، فارسی، اردو، پنجابی اور انگلش جیسی متداول زبانوں میں بارہا مناظرے کئے۔ اور فریق مخالف کو ایسی شکست فاش دیتے کہ رہتی دنیا تک یاد رکھیں گے۔

سادگی

مولانا مرحوم کی قدرتی طور پر داڑھی نہیں تھی۔ اس لیے نو وارد آپ کو فاتح قادیان سمجھتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس کرتا ۱۹۷۷ء کا واقعہ ہے کہ راقم رحیم یار خان میں مبلغ کی حیثیت سے تبلیغی امور کی خدمت پر مامور تھا کہ اچانک مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر سے یہ حکمنامہ موصول ہوا کہ "اولین فرصت میں فاتح قادیان مولانا محمد حیات کی خدمت میں ربوہ پہنچیے" راقم الحروف اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ربوہ کا سفر کرکے مولانا کی خدمت میں پہنچا۔ کیونکہ بلا مبالغہ آپ تردید قادیانیت کے محاذ پر اجتہاد کے درجہ پر فائز تھے۔ تقریباً ایک ماہ تک مولانا کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا تصنع و بناوٹ مولانا کے قریب تک نہ پھٹکی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی دیہاتی کاشت کار بیٹھا ہوا ہے۔

ایک مرتبہ چوکیرہ ضلع سرگودھا کے کچھ احباب مولانا سے ملاقات کے لیے مسلم کالونی ربوہ میں حاضر ہوئے اس وقت ربوہ مسلم کالونی میں مغربی جانب صرف دو کمرے تھے۔ جو آج کل مرکز کی رہائش گاہ ہیں۔ سردی کا موسم تھا راقم بھی مولانا کی خدمت میں موجود تھا۔ غالباً حیات مسیح علیہ السلام پر مذاکرہ ہو رہا تھا۔ کہ وہ احباب آئے اور راقم سے مصافحہ کرکے بیٹھ گئے لیکن مولانا سے مصافحہ نہ کیا۔ سلام و کلام کے بعد گویا ہوئے کہ "ہم نے مولانا محمد حیات صاحب فاتح قادیان کو ملنا ہے۔"

میں نے عرض کیا "یہ ہیں فاتح قادیان مولانا محمد حیات صاحب" تو ان دوستوں کے تعجب کی انتہا نہ رہی۔ معذرت کی شرمندگی ان کے چہرے سے ٹپک رہی تھی۔ مذاکرہ شروع ہوا۔ کافی دیر تک ختم نبوت حیات عیسیٰ علیہ السلام۔ مسئلہ جہاد اور دیگر مسائل پر گفتگو جاری رہی۔

ایک مرتبہ مرزائیوں کے "جامعہ احمدیہ" کے آخری سال کے کچھ طلباء آئے۔ اور مولانا سے مباحثہ کرنے لگے مولانا ان کے ہر اعتراض و اشکال کا جواب قرآن و سنت، اقوال صحابہ و تابعین اور مرزا قادیانی کی کتب سے دیتے۔ اور ساتھ ہی ان سے استفسار فرماتے کہ آپ نے مرزا کی فلاں کتاب پڑھی ہے یا نہیں۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر فلاں، مطبع فلاں، سطر فلاں پر یہ حوالہ موجود ہے۔

مولانا کے تلامذہ

یوں تو مولانا مرحوم کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔ لیکن تردید قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والے موجودہ حضرات بالواسطہ یا بلاواسطہ مولانا مرحوم ہی کے خوشہ چین ہیں۔ مشت نمونہ از خروارے مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا اللہ وسایا مولانا قاضی اللہ یار خان، مولانا خدابخش شجاعبادی اور جملہ مبلغین ختم نبوت کے علاوہ مختلف طبقہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات مولانا مرحوم سے ٹریننگ لیتے رہے۔

مولانا کی آخری خواہش

مولانا مرحوم اپنی آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ جس طرح میں نے اپنی عمر عزیز کا ایک معتدبہ حصہ تبلیغ دین اور حفاظت عقیدہ ختم نبوت قادیان میں گذارہ ہے۔ بقیہ عمر ربوہ میں دشمنان ختم نبوت کے تعاقب میں گذرے اور ربوہ میں ہی موت آئے۔ تاکہ قیامت کے دن یہ کہہ سکوں خدایا تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جان ہتھیلی پر رکھ کر چودہ سال قادیان میں گذارے۔ اور موت بھی غداران ختم نبوت کے تعاقب میں ہی آئی۔ لیکن ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی ممبر

قیام پاکستان سے قبل چودہ سال تک آزر کدہ کفرستان قادیان میں ضرب ابراہیمی سے قادیانیت کے بتوں کو پاش پاش کرتے رہے۔

تقسیم ملک کے بعد احرار زعماء کا قافلہ لٹ پٹ چکا تھا۔ امیر شریعتؒ اور مولانا جالندھریؒ ملتان میں قیام پذیر تھے۔ خطیب پاکستان شجاع آباد میں مولانا محمد حیات صاحبؒ اپنے بھائیوں کے ساتھ سندھ خیرپور میرس کھیتی باڑی میں مصروف تھے۔

مگر قادیانیوں نے حالات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی یلغار تیز کر دی۔ ہر طرف سے بندگان احرار کے نام خطوط آنے لگے قادیانیوں کی جارحانہ سرگرمیوں اور مرتدانہ تبلیغ کے پیغامات موصول ہونے لگے۔ تو امیر شریعت قائد سالار حریت حضرت مولانا سید عطاءاللہ بخاری الحسنی و الحسینی نے حالات کا گہرا جائزہ لے کر اپنے دولت کدہ پر احباب جماعت کا اجلاس بلایا۔ جس میں اور علماء کرام کے علاوہ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ بھی شریک تھے۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۵۴ء کو ملتان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل عمل میں لائی گئی حضرت شاہ صاحب امیر اور مولانا محمد علی جالندھریؒ ناظم اعلیٰ چنے گئے۔

مولانا مرحوم تادم زلیست اسی قافلہ کے روح رواں اور حدی خواں رہے۔ مولانا لال حسین اخترؒ کی رحلت کے بعد آپ چھ ماہ تک جماعت کے عارضی امیر چنے گئے بہرحال مولانا محمد حیاتؒ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ پر کئی ایک مرتبہ مقدمات بھی قائم ہوئے۔ خندہ پیشانی سے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کیا۔

قادیانیت کا دائرۃ المعارف

جیسا کہ گزشتہ سطور میں آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ موصوف کو تردید قادیانیت کا شغف فطری طور پر ودیعت تھا۔ اور تمام اکابر اہل اللہ کی دعائیں ان حضرات کے شامل حال تھیں۔ بالخصوص قطب الاقطاب حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب رائپوریؒ مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست اور پیرو مرشد تھے۔

چنانچہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن صاحب ندوی حضرت رائپوریؒ کی سوانح حیات میں رقمطراز ہیں۔ "پاکستان کے دوران قیام دو نئی باتوں کا اضافہ ہو جاتا۔ ایک تو یہ کہ پاکستان پہنچ کر تحریک قادیانیت کے خطرات اور اس کے دور رس اثرات کا احساس (جو کبھی فراموش اور نظر انداز نہیں ہوتا تھا) تازہ ہو جاتا تھا۔ اور طبیعت مبارک قوت ذہنیت کے ساتھ اس کے مقابلہ اور تردید اور ملک کی اس سے حفاظت کی ضرورت کی طرف متوجہ ہو جاتی اور یہ مسئلہ مجالس و گفتگو کا سب سے بڑا موضوع بن جاتا۔ علماء اور زعماء احرار میں سے (جن کو اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کے مقابلہ کی خصوصی توفیق عطا فرمائی ہے اور حضرت نے ان کو اس "جہاد اکبر" پر خود مامور فرمایا ہے) ...... ان میں مولانا محمد حیات صاحب رحمہ قادیانی لٹریچر کے حافظ اور قادیانیت کا دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) ہیں تشریف لاتے تو گویا رد قادیانیت کی کتاب کھل جاتی۔ ہمہ تن گوش اور سراپا ذوق ہو کر ان کی نادر تحقیقات اور زندگی کے تجربات سنتے اور کسی طرح ان کی گفتگو سے طبیعت سیر نہ ہوتی۔ حضرت کو اسی محفل میں کھل کھلا کر ہنستے اور لطف و مسرت کا اظہار کرتے دیکھا گیا۔" (سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائپوریؒ صفحہ ۱۹۲)

مولانا محمد انوریؒ لکھتے ہیں کہ "آخر عمر میں حضرت اقدسؒ (مولانا عبدالقادر رائپوریؒ) کو رد مرزائیت کی طرف بڑی توجہ ہو گئی تھی۔ (مولوی محمد حیات صاحبؒ کو جنہیں قادیانیوں اور لاہوریوں کی کتابیں ازبر ہیں) کو بلا کر مباحث سنتے تھے۔" ایضاً صفحہ ۲۹۶

غرضیکہ مولانا مرحوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور ناموس رسالت کے محافظ اور عقیدہ ختم نبوت کے عظیم مفاد اور تردید مرزائیت کے محاذ پر اجتہاد کے درجہ پر فائز تھے۔

آخری تمنا

آخر زمانہ میں فرمایا کرتے کہ میرا جی یہ چاہتا ہے کہ تادم زلیست ربوہ میں رہوں۔ اور ربوہ ہی میں موت آئے۔ تاکہ کل قیامت کے دن پروردگار عالم کے حضور عرض کر سکوں کہ "مولا" اور تو کوئی نیکی نہ تھی۔ بس صرف یہی تھا کہ تادم زلیست مرتدین اور منکرین ختم نبوت کا تعاقب کرتا رہا۔ اور تعاقب کرتے کرتے انہیں کے مرکز کفر و ارتداد میں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا پھریرا جھکنے نہ دیا۔ اور تیرے پاس پہنچ گیا۔

نزلہ، زکام اور کھانسی

سے محفوظ رہنے کی آسان تدبیر

مناسب احتیاط برتیے۔ بروقت سُعالین لیجیے

جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ سُعالین کا باقاعدہ اور بروقت استعمال گھر کے ہر فرد کو نزلہ، زکام اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔ ایک دو ٹکیاں روزانہ چوسیے۔

سُعالین کے چار قُرص تیز گرم پانی میں گھول لیجیے،
جوشاندہ تیار ہے جو نزلہ، زکام اور کھانسی کے لیے بدرجہا مفید ہے۔
ایسی ایک خوراک صبح و شب پیجیے۔

سُعالین

نزلہ، زکام اور کھانسی
کی مفید دوا

ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں

Adarts SUA-2/84

نوزو

ناک کے ورم
سوزش اور بندش
کے لیے مفید۔
ایک پھوار ناک
کھول دیتی ہے۔

آدابِ اخلاق

وقت ایسی زمین ہے جس میں محنت کے بغیر کچھ نہیں پیدا ہوتا۔

آخری قسط

اسلام اور مسلمانوں کیخلاف

بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ

ڈاکٹر خورشید احمد خان

۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد بھارت نے ایک فوجی افسر رنجیت سنگھ کو اسرائیل بھیجا تاکہ وہ اس جنگ میں اسرائیل کے تجربات سے آگاہی حاصل کر سکے، اس سلسلہ میں دونوں ملکوں کے درمیان بعد میں بھی رابطہ قائم رہا، مئی ۱۹۷۰ء میں بھارت نے اپنی فضائیہ میں ایک اعلیٰ سطحی وفد اسرائیل بھیجا۔ اسرائیل کے جنرل حود نے ۱۹۶۹ء، ۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۱ء میں بھارت کا دورہ کیا تھا، ان تمام دوروں کا تعلق مشرقی پاکستان پر بھارتی جارحیت کی منصوبہ بندی اور اس پر عملدرآمد سے تھا۔ جنرل حود نے اندرا گاندھی کے علاوہ اعلیٰ فوجی و سول حکام اور انٹیلی جنس کے افسران سے ملاقاتیں کیں۔ مشرقی پاکستان پر بھارتی حملہ کے دو ماہ کے اندر اسرائیل نے ایک خفیہ فوجی وفد بھارت بھیجا جس نے ایک معاہدے پر دستخط کیے۔ اس معاہدے کے تحت اسرائیل نے بھارتی فوج کی نقل و حرکت کی منصوبہ بندی اور فوجی ہتھیاروں کی فراہمی کی ذمہ داری قبول کر لی۔

۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء میں بھارت نے اسرائیل کے فوجی اور انٹیلی جنس کے افسروں کو پاک بھارت سرحدوں کا دورہ کرنے، جنگی قیدیوں سے پوچھ گچھ کرنے اور جنگی منصوبے تیار کرنے کی دعوت دی ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں ڈی پی دھر نے پاکستانی افواج کے خلاف استعمال کرنے کے لیے اسرائیل کے بعض جدید ترین ہتھیاروں کی رسد کا انتظام کیا۔

لندن میں وزیر اعظم مرارجی ڈیسائی اور اسرائیل وزیر خارجہ دیان کی ملاقات کے بعد اسرائیل نے بھارت کو جدید ترین فوجی ٹیکنالوجی فراہم کرنے کی پیشکش کی جن میں میراج ۲۰۰۰ اور کے فرجیٹ فائیٹر طیاروں کے علاوہ جنگی ٹینک مرکیواہ شامل تھے۔ اسرائیل کی اس پیشکش کے بعد بھارتی وزیراعظم مرارجی ڈیسائی کے پرنسپل پرائیویٹ سیکرٹری وی شنکر نے ۱۹۷۹ء کے اوائل میں اسرائیل کا چار دن کا دورہ کیا، اس وقت سے اب تک بھارت بالواسطہ طور پر دس کروڑ ڈالر سے زائد مالیت کا فوجی ساز و سامان اسرائیل سے خرید چکا ہے۔

ڈاکٹر سامی کے بیان کے مطابق اس قسم کے سودے قبرص میں طے پاتے ہیں۔ ڈنمارک کی ایک فرم "ویجرا" جس کا اسرائیل سے لین دین ہے اور فوجی ساز و سامان تیار کرتی ہے اس سامان کو بھارت منتقل کرنے میں بھارت کی ایک فرم "ہندوستان مونارک" اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ان ہتھیاروں میں اعشاریہ ۵۰ ایم ایم کی بھاری مشین گنیں مع ضروری گولہ بارود، ۱۰۵ ایم ایم کی گنیں، ۶۰ ایم ایم کی توپوں کے فاضل پرزے اور ۱۰۵ ایم ایم توپوں کے چالیس ہزار گولے شامل ہیں۔ اور یہ سب سامان بھارت کی آرڈی ننس فیکٹریوں کو فراہم کیا جاتا ہے۔ ویجرا (ڈنمارک)، سانگوڈ (فن لینڈ) اور سولتم (اسرائیل) ان تینوں فرموں کا مالک پولینڈ کا ایک یہودی ہے۔ جو ترک وطن کے بعد فن لینڈ میں آباد ہو گیا ہے۔

۱۹۸۱ء میں بھارت کے اسرائیل کے سینچورین ٹینکوں کیلئے کینیڈا کی ایک فرم یہودی آرٹ پارٹس کے توسط سے تین ہزار ٹن فاضل پرزے فراہم کیے، اس سودے کا تذکرہ کینیڈا، برطانیہ اور امریکہ کے اخبارات میں ہو چکا ہے۔

بھارت اسرائیل تعاون کی ایک اور مثال پاکستان کی امریکہ سے اسلحہ کی خریداری کے ضمن میں مغربی پریس میں پاکستان کے خلاف

چلائی جانے والی مہم ہے ڈاکٹر سوامی کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں مدد کے لیے بھارتی حکومت نے امریکہ میں اسرائیل لابی سے رابطہ قائم کر رکھا ہے۔

اسرائیل کے اٹیمک انرجی کمیشن کے چیئرمین اسے برگمین نے ۱۹۷۲ء میں بھارت کا دورہ کیا تھا۔ اس وقت سے جوہری ٹیکنالوجی کے میدان میں دونوں ملکوں کے درمیان تعاون کی فضا قائم رہے۔ ۱۹۷۲ء ہی میں بھارت نے ایٹمی سائنس کے دو ماہروں کو اسرائیل اسکالر شپ پر اسرائیل بھیجا تھا۔ باخبر ذرائع کا کہنا تھا کہ اسرائیل نے امریکہ سے حاصل شدہ اپنی ٹیکنالوجی کے ذریعہ بھارت کو ایٹم بم بنانے میں مدد دی تھی۔ جس کا دھماکہ بھارت نے ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی سرحد کے قریب راجستھان کے مقام پر کیا تھا۔

ایٹمی ٹیکنالوجی کی یہ مدد اس سلسلہ کا اختتام نہیں بلکہ دونوں ملکوں کے درمیان باہمی تعاون کے ایک وسیع سلسلے کا آغاز تھی جس کا دوسرا منطقی اقدام ہائیڈروجن بم کی تیاری میں تعاون ہے۔

ڈاکٹر سوامی کہتے ہیں کہ بھارتی حکومت نے غیر رسمی طور پر اسرائیل سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ عراق کی طرح پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر بھی حملہ کر دے۔ ڈاکٹر سوامی نے یہ بھی انکشاف کیا "جب میں یروشلم میں وزیر اعظم بیگن سے ملا تو میں نے ان سے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کے بارے میں ان کا نقطہ نظر معلوم کیا انہوں نے ٹالنے کے انداز میں کہا کہ اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ پاکستان اسرائیل سے کس قدر نزدیک یا دور ہے۔ کافی عرصے سے اسرائیلی اور مغربی پریس میں پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر اسرائیلی حملے کے امکانات پر لکھا جا رہا ہے جس میں بھارت اسرائیل کے حملہ آور طیاروں کو جام نگر کے ہوائی اڈے پر اترنے اور ایندھن بھرنے کی سہولت فراہم کرے گا"

جاسوسی اور فوجی تعاون کے علاوہ دونوں ملکوں کے درمیان مستحکم سائنسی، زراعتی، تکنیکی، تجارتی اور ثقافتی روابط موجود ہیں۔ ستمبر ۱۹۷۲ء میں "اسرائیلی معاشرے کے بھارتی دوست" کے نام سے بھارت میں ایک تنظیم قائم کی گئی جس کی شاخیں احمد آباد، بمبئی، مدراس، کوچین اور کلکتہ میں بھی کھول گئیں، ۱۹۷۰ء میں بمبئی میں "انڈو اسرائیل فرینڈ شپ لیگ" کا قیام عمل میں آیا یہ تنظیمیں سرکاری طور پر منظور شدہ اور انڈین کمپنیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں دوستی اور تعاون کو مزید فروغ دینے کے لیے یہ تنظیمیں ایک دوسرے کے ممالک سے اہم شخصیتوں کو مدعو کرتی ہیں۔

اپریل ۱۹۶۹ء میں سوامی وشکتیانند نے اسرائیل جا کر وہاں ایک مندر کی بنیاد رکھی جو مغربی ایشیا کا پہلا مندر ہے۔ ۱۰ اپریل ۱۹۸۰ کو حکومت بھارت نے یہودی مینوہن نامی وائلن بجانے والے کو ۱۹۶۸ کا نہرو ایوارڈ دیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں اسرائیل کی گرل گائیڈز نے بھارت کا دورہ کیا۔ ۱۹۸۲ء کے اوائل میں بھارت کے زرعی ماہرین نے اسرائیل کے ریہین انسٹی ٹیوٹ میں دو ماہ کے ایک کورس میں شرکت کی۔ مئی ۱۹۸۲ء میں بھارت کے سولہ روٹری تل ابیب میں ہونے والے اسرائیلی روٹری کلب کے سالانہ کنونشن میں شریک ہوئے۔ نومبر ۱۹۸۲ء میں بھارتی فلمی اسٹاروں نے تل ابیب میں شب موسیقی منائی۔

اسرائیل میں بھارت نژاد یہودیوں کی تعداد تیس ہزار ہے۔ ان میں سے اکثر کے رشتہ دار بمبئی میں بستے ہیں، اسرائیل میں آباد ایک معروف بھارتی یہودی سمیس ہے۔ جسے اسرائیلی پارلیمنٹ میں نشست کی پیشکش کی جا چکی ہے۔ اسرائیل میں کینولیو دال کے نام سے ایک بستی میں کوچین کے بھارتی باشندے آباد ہیں۔

بھارت اور اسرائیل کے مابین ہیرے جواہرات کی خرید و فروخت اب کوئی راز نہیں ہے اس تجارت میں کرتی لال اور اس کے چار بیٹے اور اسرائیل میں "وجے ڈائمنڈ" کا مالک رجب شاہیش پیش ہیں۔ ہیروں کی تجارت میں بھارت اسرائیل تعاون کا دائرہ جن بین الاقوامی منڈیوں تک وسیع ہے ان کے نام یہ ہیں۔ انٹورپ (بلجیم)، امسٹرڈیم (ہالینڈ)، جنوبی افریقہ اور نیویارک کا سین جیٹن ڈسٹرکٹ۔ کرتی لال اور دیگر بھارتی تاجروں کے پاس اسرائیل کے شہروں میں اپنے مکانات ہیں۔ (بشکریہ "امپکٹ" لندن)

بقیہ: مولانا حیات صاحب

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ میرے اس دیوانے کو جنت میں جانے دو"۔ مولانا بیمار ہو کر اپنے آبائی گاؤں اپنے بھائیوں کے ہاں چلے گئے۔ اور وہیں رمضان المبارک کے ماہ مکرم میں داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے ہزاروں تلامذہ اور معتقدین کو چشم پرنم چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے "لنگاہ بھٹیاں" ضلع سیالکوٹ میں آسمان رشد و ہدایت کا چمکتا ہوا ستارہ غروب ہو گیا ؎ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

رپورٹ دورہ افریقہ

قسط ۳

منظور احمد الحسینی

○ —— جنوبی افریقہ کے مرزائی مقدمے کی تفصیلات

○ —— عدالت میں جانے سے پہلے وفد کے تمام ارکان نے صلوٰۃ الحاجۃ ادا کی۔

○ —— مقدمہ کی کارروائی سننے کیلئے مقامی مسلمان بڑی تعداد میں جمع تھے۔

کیپ ٹاؤن مرزائی مقدمے کا پس منظر

کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کا مشہور شہر ہے۔ یہاں مرزائیوں کی تعداد دو سو سے بھی کم ہے۔ قادیانی پارٹی کی طرح لاہوری قادیانیوں کی ایک شاخ "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کے نام سے قائم ہے اور کام کر رہی ہے۔ اس انجمن نے جون ۱۹۸۲ء میں کیپ ٹاؤن کے پانچ دینی رہنماؤں کے خلاف وہاں کی سپریم کورٹ میں یہ درخواست دائر کی کہ وہ ہمارے ارکان کو غیر مسلم قرار دیتے ہیں چنانچہ نہ وہ ہم کو مسجدوں میں عبادت کرنے دیتے ہیں نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی اجازت دیتے ہیں اور ہم چونکہ اس سلسلے میں مدعا علیہم کے خلاف مفصل مقدمہ دائر کرنے والے ہیں جس کا فیصلہ ہونے میں کافی دیر لگ سکتی ہے اس لیے مدعا علیہم کے خلاف اصل مقدمے کے فیصلے تک عبوری حکم امتناعی جاری کیا جائے۔ اس وقت کے جج نے اپنے قواعد کے مطابق ان کو یک طرفہ طور پر حکم امتناعی دے دیا۔ شروع میں اس حکم امتناعی کی توثیق کے لیے ۱۷ اگست کی تاریخ مقرر ہوئی۔ بعد میں اسے بڑھا کر ۹ ستمبر کر دیا گیا۔ اس حکم امتناعی کے انخلاء اور ردّ کے لیے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم تبلیغ مولانا عبدالرحیم اشعر اور دیگر وفد کے اراکین معاونت کے لیے جنوبی افریقہ پہنچے۔ ۹ اور ۱۰ ستمبر عدالتی کارروائی ہوئی۔ جج ایک عیسائی عورت تھی۔ لاہوری مرزائیوں کی طرف سے دو یہودی وکیل پیروی کر رہے تھے اور ایک نوجوان مرزائی وکیل ان کی مدد کر رہا تھا۔ جب کہ مسلمانوں کی طرف سے اسمٰعیل محمد ایڈووکیٹ پیروی کر رہے تھے عدالت میں انہوں نے ایسے تین نکات اٹھائے جن کا لاہوری مرزائیوں کے وکیل جواب نہ دے سکے۔ یہاں تک عدالت نے بروز جمعہ ۱۰ ستمبر شام ۴ بجے اپنا مختصر حکم سنا دیا کہ عدالت کی طرف سے جو حکم امتناعی جاری کیا گیا تھا وہ واپس لیا جاتا ہے اس فیصلہ کے بعد لاہوری قادیانیوں نے اپنا اصل مقدمہ دائر کر دیا

مقدمے کا آغاز

مقدمہ کی سماعت یکم نومبر ۸۲ء کو ہونی تھی۔ لیکن لاہوری قادیانیوں کے وکیل مسٹر خان نے التواء کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی ۹ نومبر ۱۹۸۲ء کی صبح مقدمہ شروع ہوا۔ عدالت میں جانے سے پہلے تمام حضرات نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی سے درخواست کی کہ آپ اجتماعی دعا کرائیں۔ چنانچہ سب حضرات نے دو، دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھی بعد ازاں دس منٹ مولانا لدھیانوی نے پرسوز دعا کرائی۔ دعا کے بعد پاکستانی وفد جمعیۃ علماء ٹرانسوال، نٹال اور مسلم جوڈیشل کونسل کے ارکان عدالت کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے دن انتظامی سہولتوں اور امن و امان کی ممکنہ صورت حال سے نمٹنے کے لیے مقدمہ کی سماعت کیپ ٹاؤن میں سپریم کورٹ کی اصل عمارت کی بجائے ایک مضافاتی آبادی وائن برگ کی مجسٹریٹ کی عدالت میں شروع ہوئی۔ جب کہ بقیہ ایام میں سماعت اصل عمارت میں ہوئی جب ہم عدالت کے کمرے میں پہنچے تو عدالت کا کمرہ مقامی مسلمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ جج کے سامنے والی دو بنچیں خالی کرائیں گئیں۔ جس پر وفد اور جمعیۃ علماء اور مسلم جوڈیشل

کونسل سے اراکین بیٹھے ۔ اگرچہ عموماً دس بجے عدالت شروع ہو جاتی ہے۔لیکن آج سماعت مقررہ وقت پر نہ ہو سکی ۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ مسلم جوڈیشل کونسل کے صدر جناب شیخ نظیم محمد ... نے عدالت کی انتظامیہ سے درخواست کی کہ کسی ایسے کمرے میں مقدمہ کی کاروائی شروع کی جائے ۔ جہاں تمام لوگوں کا بیٹھنا آسان اور ممکن ہو سکے ۔اسی تگ و دو میں تقریباً پون گھنٹہ گذر گیا ۔

کاروائی سے پہلے عدالت کے کمرے میں شیخ نظیم محمد نے ایک مختصر تقریر کی جس میں انہوں نے پاکستانی وفد ، جمیعۃ علماء اور تمام مسلمانوں کا بھرپور شکریہ ادا کیا اس کے بعد مولانا محمد تقی عثمانی نے دعا کرائی ۔ ٹھیک پونے گیارہ بجے عدالت کی کاروائی شروع ہوئی ، سب سے پہلے مسلمانوں کے وکیل جناب اسمٰعیل محمد" نے (جو جنوبی افریقہ کے چوٹی کے چند ایک قانون دانوں میں سے ہیں انہوں نے عدالت کے روبرو بعض ابتدائی اعتراضات اٹھائے ۔ اور مدعی کے اس اختیار کو چیلنج کیا ۔ جس کے بموجب انہوں نے مسلمانوں کے خلاف درخواست دائر کی تھی ۔ اس پر فریق مخالف کے عیسائی وکیل مسٹر فالن نے درخواست دائر کی کہ مدعی اوّل یعنی قادیانی لاہوری گروپ (انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور) اس دعویٰ سے دستبردار ہونا چاہتی ہے ۔ عدالت نے مسلمانوں کے وکیل کی رضا مندی کے بعد مدعی اوّل کو مقدمہ سے دستبردار ہونے کی اجازت دیدی ۔اب مقدمہ صرف مدعی دوم اسماعیل پیک (لاہوری قادیانی) اور مسلمانوں کے درمیان رہ گیا ۔ اس کے بعد عدالت نے فریق مخالف کی رضامندی سے جناب اسماعیل محمد کی یہ تجویز بھی منظور کر لی کہ اصل مقدمے کی سماعت سے پہلے ان کے ابتدائی اعتراضات کی سماعت کر لی جائے تاکہ اگر وہ اعتراضات عدالت کی نظر میں وزن رکھتے ہوں تو مقدمہ خارج کر دیا جائے اور باقاعدہ سماعت کرنے اور گواہیاں سننے میں فاضل عدالت کا وقت غیر ضروری طور پر صرف نہ ہو ۔ چنانچہ ۶ اور ۷ ۔ نومبر کو جناب اسماعیل محمد نے اپنے ابتدائی اعتراضات اور متعلقہ نکات عدالت کے روبرو بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیے ۔ جس میں انہوں نے جنوبی افریقہ کے متعلقہ قوانین اور اعلیٰ عدالتوں کے بہت سے فیصلوں کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ مدعی کو یہ درخواست دینے اور اس کے مطابق دادرسی طلب کرنے کا قانونی طور پر کوئی حق حاصل نہیں (یعنی مدعی کے مقدمے پر ایک مقدمہ کردیا) ۸ ۔ نومبر کو مسٹر فالن نے ان اعتراضات کا جواب دیا جن کی تردید اسی روز جناب اسماعیل محمد نے کردی ۔ عدالت نے دونوں وکیلوں کے دلائل سننے کے بعد فیصلہ محفوظ کر لیا ۔ اور توقع ہے کہ جنوری کے وسط تک فیصلے کا اعلان کر دیا جائے گا ۔ اب اگر عدالت نے جناب اسماعیل محمد کی رائے سے اتفاق کیا تو قادیانیوں کا دعویٰ خارج کر دیا جائیگا اور مقدمہ اسی مرحلے پر ختم ہو جائے گا ۔ بصورت دیگر مقدمے کی باقاعدہ سماعت ۱۹۸۵ء کے کسی مہینے میں شروع ہوگی ۔

مسلمانوں کی طرف سے جن حضرات کو بطور گواہ عدالت میں پیش ہونا تھا ۔ ان کے اسماء یہ ہیں پاکستان سے مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی ، مولانا ظفر احمد انصاری ، جسٹس محمد افضل چیمہ ، پروفیسر محمود احمد غازی ، ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی ، پروفیسر خورشید احمد ۔

مقامی حضرات میں سے مولانا عباس علی جناح ، مولانا قاسم سیما ، شیخ نظیم احمد ، مولانا یوسف کاران تھے ۔ ان حضرات کی تیاری کے لیے مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم ، ناظم نشر و اشاعت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان جب راقم الحروف اور جناب عبد الرحمان یعقوب باوا مجلس کی طرف سے مسلم جوڈیشل کونسل اور وفد کی معاونت کے لیے وفد کی آمد سے تین دن پہلے ہی کیپ ٹاؤن میں قیام پذیر تھے ۔

قادیانی لاہوری گروپ کی طرف سے پرنسپل گواہ شیر محمد تھے جو فجی آئی لینڈ میں ان کی مبلغ ہیں ۔

۲ ۔ ڈاکٹر تاج ہر گے ، ایک مقامی قادیانی (لاہوری گروپ) لیکچرار یونیورسٹی کیپ ٹاؤن

۳ ۔ الیاسینی (ایک فلسطینی جو آج کل کینیڈا میں رہتے ہیں)

۴ ۔ ولیم طواڈ (کینیڈا میں پروفیسر ہیں) ۔

> اولاد کے لئے والدین کی نمائش اتنا ہی ضروری ہے جتنا کھیتی کیلئے پانی ۔

آخری قسط

قادیانیت کے خلاف

حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری کا جہاد

مرتبہ: حضرت مولانا گوندو صاحب

ختم عربی زبان میں تراخی کے لیے آتا ہے، اسی واسطے علیٰ فترۃ من الرسل آیہ فرمایا۔ حدیث میں ہے "انا دعوۃ ابی ابراھیم" میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہم السلام کی دعا ہوں۔ تمام انبیاء علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دیتے آئے۔ چنانچہ توریت شریف، انجیل شریف و دیگر صحف میں باوجود تحریف لفظی و معنوی ہو جانے کے اب بھی متعدد آیات موجود ہیں حضورؐ کی خاتمیت اور افضلیت کا پتہ دیتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ تشریف لانا اتباع شریعت محمدیہؐ کرنا اسی فضیلت اور خاتمیت کا عملی مظاہرہ ہوگا۔ لیلۃ المعراج میں انبیاء علیہم السلام کا صف بندی کرکے امام کا منتظر رہنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امامت کرنا بھی اسی امر کی صراحت کرتا ہے۔ واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا آیہ بھی اسی کی طرف مشیر ہے کہ لیلۃ المعراج میں انبیاء علیہم السلام کا اجتماع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا۔ اور ابن حبیب عبداللہ بن عباسؓ سے راوی ہیں کہ یہ آیۃ لیلۃ المعراج میں نازل ہوئی (اتقان) اور انا خطیبھم اذا انصتوا اور احادیث شفاعت بھی اسی فضیلت محمدیہ کا اعلان کرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا اختتام ہوا۔ اور پہلے انبیا علیہم السلام میں سے کسی نہ کسی کا زندہ رہنا ضروری تھا، تاکہ بطور نمائندہ سب کی جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کریں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتخاب ہوا، اس لیے کہ آپ انبیاء بنی اسرائیل کے خاتم ہیں۔ اور سلسلۂ اسحاق اور اسماعیل کو جوڑ دینا منظور ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے تعین امور کا اعلان فرمایا۔

یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم "اے بنی اسرائیل! میں فقط تمہاری طرف مبعوث ہو کر آیا ہوں۔"

دوسری جگہ آل عمران میں "ورسولاً الی بنی اسرائیل" فرمایا گیا ہے "صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر"۔ مصدقا لما بین یدی من التوراۃ "میرے پاس جو کتاب (توریت) ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں۔" ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد "میں ایک عظیم الشان رسول برحق کی خوش خبری سنانے آیا ہوں جو میرے بعد مبعوث ہوں گے۔ ان کا نام احمدؐ ہے۔" قرآن عزیز اعلان کرتا ہے کہ وہ رسول برحق جن کے متعلق عالم ارواح میں انبیاء علیہم السلام سے عہد و پیمان ہوا، اور بشارات دی گئی تھیں، آچکا ___ "جاء الحق وصدق المرسلین" حدیث شریف میں ہے۔ انی اولی الناس بعیسی بن مریم الخ مجھے عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قرب ہے بہ نسبت تمام لوگوں کے اور بلاشبہ وہ نزول فرمائیں گے۔" انبیاء بنی اسرائیل کے آخری نبی اولوالعزم کا خاتم النبیین علی الاطلاق کے دین کی نصرت کے لیے تشریف لانا اور شریعت محمدیہ پر عمل فرمانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء اور خاتم الانبیا ہونے کا عملی مظاہرہ ہے۔ فضیلت محمدیہؐ کو دنیا پر واشگاف کر دینا منظور ہے۔ آپؑ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تشریف

لا) یسا ہی ہے۔ جیسے ایک نبی دوسرے نبی کے علاقہ میں چلا جائے۔ چنانچہ حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ کے علاقہ میں تشریف لے گئے تھے۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے تو نبی ہی ہوں گے۔ لیکن بہ حیثیت حکماً عدلاً تشریف آوری ہوگی بطور حکومت فرمانے کے تشریف آوری ہوگی۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ قرب قیامت میں عیسائی اقوام کی مسلمانوں سے مڈبھیڑ رہے گی، لہٰذا اہل کتاب کی اصلاح کے لیے تشریف لائیں گے، ثالث وہی ہوتا ہے جو ہر دو فریق کے نزدیک مسلّم ہو۔ ہماری کتابیں عقیدۃ الاسلام، تحفۃ الاسلام، التصریح بما تواتر فی نزول المسیح، اس باب میں دیکھنا چاہیے۔

دوم خاتمیت زمانی یعنی آپ کا زمانۂ نبوت اس عالم مشاہدہ میں تمام انبیاء علیہم السلام کے آخر میں ہے۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت تفویض نہ ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضورؐ سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں۔ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ اسلام کا اجماعی اور متواتر عقیدہ ہے۔

مرزا غلام احمد نے اجماع کو حجت مانا ہے اور اس کے منکر پر لعنت کا اعلان کیا ہے (انجام آتھم ص۱۴۴) مرزا صاحب نے کفار کے تواتر کو بھی حجت مانا ہے۔ چہ جائیکہ تمام امت محمدیہ کے تواتر سے ثابت شدہ عقیدہ۔ (تریاق القلوب) حضرت نانوتویؒ نے تیسری خاتمیت مکانیہ ثابت فرمائی ہے یعنی وہ زمین جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوتے۔ وہ تمام زمینوں میں بالاتر اور آخری ہے۔ اور اس کے اوپر کوئی زمین نہیں اس کو بدلائل ثابت فرمایا ہے۔

قادیانی مختار مقدمہ نے سوال کیا کہ امام مالکؒ سے منقول ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے قائل ہیں۔ احقر سے فرمایا کہ ابی کی شرح مسلم شریف نکالو۔ چنانچہ ص۲۶۶ ج ۱ مطبوعہ مصر سے ذیل کی عبارت پڑھ کر سنائی۔

وفی العتبیۃ قال مالک بینا الناس قیام یستمعون لاقامۃ الصلوۃ فتغشاھم غمامۃ فاذا عیسیٰ قد نزل (الخ) "عتبیہ میں ہے کہ امام مالکؒ نے فرمایا اور آ نکلیکہ لوگ کھڑے نماز کی اقامت سن رہے ہوں گے اچانک ان کو ایک بادل ڈھانپ لے گا یکایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو گئے۔"

امام مالکؒ کا بھی وہی عقیدہ ہے جو ساری امت محمدیہ کا اجماعی اور متواتر عقیدہ ہے۔ ہم نے تتبع کیا ہے۔ کوئی تیس اکتیس ۳۱ صحابہؓ احادیث نزول عیسیٰ بن مریم علیہ وعلیہما السلام کے راوی ہیں، تابعین کا تو احصار بھی مشکل ہے۔ امام ترمذیؒ نے پندرہ صحابہ گنوائے ہیں، ہم نے مزید پندرہ کا اضافہ کیا۔ چنانچہ مسند احمد و کنز العمال و دیگر کتب حدیث کا مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں ہمارے رسالہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" کا مطالعہ کیا جائے

قادیانی نے سوال کیا کہ علماء بریلوی، علماء دیوبند پر کفر کا فتویٰ دے رہے ہیں اور علماء دیوبند علماء بریلوی پر۔ (حضرت شاہ صاحبؒ) نے ارشاد فرمایا کہ (جج صاحب! احقر بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گزارش کرتا ہے کہ حضرات دیوبند ا ... کی تکفیر نہیں کرتے، اہلسنت والجماعت اور مرزائی مذہب والوں میں قانون کا اختلاف ہے۔ علماء دیوبند اور علماء بریلی میں واقعات

باقی ص۲۲ پر

بقیہ : ابتدائیہ

اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکذبون۔

جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں باوجود اسکے اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین اس کہنے میں جھوٹے ہیں۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

ٹھیک یہی منافقانہ کردار قادیانیوں کا ہے۔ وہ مسلمانوں کے سامنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی کلمہ گو ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں، لیکن ان کی کلمہ گوئی کی حقیقت اب واضح ہو چکی ہے کہ یہ خود مرزا کو محمد رسول اللہ مانتے ہیں۔ اور اس پر عقیدہ و ایمان رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کا کلمہ مسلمانوں کے کلمہ سے یکسر مختلف ہے۔ اور ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے کی حقیقت یہ ہے کہ یہ مرزا کو "آخری نبی" مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب

حضرت مولانا تاج محمد مدرس قاسم العلوم فقیروالی

اعتراض : یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (اعراف رکوع ۴) "اے بنی آدم (انسانو!) البتہ ضرور آئیں گے تمہارے پاس رسول تم میں سے۔ جو بیان کریں گے تمہارے سامنے میری آئیں۔ پس جو لوگ پرہیزگاری اختیار کریں گے۔ اور اپنی اصلاح کریں گے ان کو کوئی غم اور ڈر نہ ہوگا۔"

قادیانی اس آیت میں اِمَّا یَاْتِیَنَّ کا ترجمہ کرتے ہیں "البتہ ضرور آئیں گے" کہتے ہیں کہ یاتین مضارع مؤکد بہ نون ثقیلہ ہے۔ جو مضارع میں تاکید مع خصوصیت زمانہ مستقبل کرتا ہے۔ لہذا اس آیت کی رو سے ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسالت کا سلسلہ جاری ہے۔

جواب : قادیانی جو معنی کرتے ہیں کہ "ضرور آئیں گے" یہ نحو عربی و اصطلاح قرآنی کے لحاظ سے غلط اور خود ساختہ ہیں۔ اِمَّا یَاْتِیَنَّ کے معنی "اگر آئیں تمہارے پاس رسل" صحیح ہیں۔ اور یہ خطاب یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ سے اولاد آدم علیہ السلام کو ہے یعنی اس خطاب کی ابتداء آدم علیہ السلام سے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ظاہر نص سے ثابت ہے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو خطاب فرمایا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ پھر اگر تمہیں میری طرف سے ہدایت آئے تو جس شخص نے میری ہدایت کی اتباع کی تو ان پر کوئی خوف نہیں۔ اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے۔ اس واقعہ کو اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کریم میں بیان فرمایا۔ لیکن کسی نے بھی آج تک یہ نہیں کہا اور نہ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ بلکہ زمان الٰہی میں نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ سے تعلق ہے۔ چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد زمین پر پیدا ہونی شروع ہوئی۔ تو رب العزت نے ان کے ماں باپ کی طرح ان کو بھی خطاب فرمایا یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ ...... یَحْزَنُوْنَ۔ اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد تمہارے باپ چونکہ نبی اللہ تھے ان کو براہ راست فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی سے خطاب کرکے نصیحت کی تھی۔ ایسے ہی تمہیں بھی اپنا ایک حکم جاری کرتا ہوں کہ ہر ایک تو رسول بن نہیں سکتا۔ ہاں اگر تمہارے پاس تم میں سے ہی بعض رسول آئیں۔ اور وہ میری آیتیں تم پر بیان کریں تو جو شخص ڈر گیا اور صالح بن گیا تو ان پر کوئی ڈر نہیں نہ وہ غم کھائیں گے۔ اب اس خطاب الٰہی یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے خطاب شروع کرنا کوئی ایماندار اور صاحب انصاف نہیں کہہ سکتا۔

قرآن کریم جب مسلمانوں کو خطاب کرتا ہے تو یا ایھا الناس اور بعد ہجرت یا ایھا الذین امنوا سے خطاب کرتا ہے مگر یہاں یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ کہا ہے۔ اور مخاطب کیا ہے آدمؑ کی اولین اولاد کو۔ اس رکوع میں اس آیت سے پہلے

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ تین مرتبہ آیا ہے۔ اور اول یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ کا تعلق اھبطوا بعضکم لبعض عدو فی الارض سے ہے۔ کیونکہ اھبطوا کا مخاطب آدمؑ اور حواؑ کی اولاد ہے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اس آیت میں بنی آدم کو ہبوطِ آدمؑ کے وقت مخاطب کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں اس کو بالکل واضح کر دیا گیا قلنا اھبطوا منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدیً

اگر اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ دوامی طور پر رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو آیت اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ مِّنِّیۡ ھُدًی میں دوامی طور پر ہدایتوں کے آنے کا وعدہ۔ اگر آپ کے بعد نبی آسکتا ہے۔ تو قرآن مجید کے بعد کتاب بھی آسکتی ہے۔

احمدیہ پاکٹ بک کا مصنف عبدالرحمٰن خادم گجراتی "کتاب الصرف" صفحہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ " نون تاکید۔ یہ حرف آخر مضارع میں آتا ہے۔ اور اس کے آنے سے مضارع کے پہلے لام مفتوح کا آنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ نون مضارع کے آخر حرف پر فتح اور معنی تاکید مع خصوصیت زمانہ مستقبل کے دیتا ہے۔ جیسے لَیَفۡعَلَنَّ (وہ البتہ ضرور کرے گا۔ اس کو مضارع مؤکد بلام تاکید و نون تاکید کہتے ہیں")

احمدیہ پاکٹ بک والے نے لَیَفۡعَلَنَّ لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ کی مثال پیش کی۔ جس سے فاعل کے فعل کی تاکید مقصود ہوتی ہے اِمَّا میں ما محض شرط کی تاکید کے لیے ہوتا ہے۔ یعنی مؤکد شرط نہ فعل کا مؤکد۔ اور یہی مطلب بیضاوی اور کتاب الصرف میں لکھا ہے۔ خادم گجراتی صاحب اردو کی کتاب "کتاب الصرف" کو بھی نہیں سمجھ سکے۔ لام مفتوح کو نون ثقیلہ کے ساتھ تو تاکید کے واسطے بیان کر دیا۔ لیکن نون ثقیلہ جب اِمَّا کے تحت واقع ہو تو اس کا عمل بیان ہی نہیں کیا۔

تفسیر جلالین میں آیت یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّ........ الخ کے تحت لکھا ہے کہ اما فیہ ادغام نون ان الشرطیۃ فی ما الزائدۃ اس میں نون مدغم ہے۔ ان شرطیہ ہے۔ ما زائدہ ہے تفسیر جامع البیان، مدارک، خازن، معالم التنزیل، تفسیر کبیر سب تفاسیر جلالین سے متفق ہیں۔ ان تفاسیر سے ثابت ہوا کہ اِمَّا کے معنی حرف شرط کے ہیں۔ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ کے صحیح معنی ہیں "اگر آئیں تمہارے پاس رسول" جو معنی قادیانی کرتے

ہیں۔ وہ بلحاظ قانون نحو عربی صراحتاً غلط ہیں۔ کیونکہ وہ معنی لَیَفۡعَلَنَّ کے ہیں نہ کہ اِمَّا یَاۡتِیَنَّ کے قرآن کریم میں اس کی وضاحت ہے کہ اِمَّا جب مضارع مؤکد با نون ثقیلہ پر داخل ہو تو معنی شرط کے ہوتے ہیں۔

سورۃ بقرہ ع۴/۱ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ مِّنِّیۡ ھُدًی فَمَنۡ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔

سورۃ یونس ع۵/۱ وَ اِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعۡضَ الَّذِیۡ نَعِدُھُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّیَنَّکَ فَاِلَیۡنَا مَرۡجِعُھُمۡ۔

سورۃ مومنون ع۶/۵ اِمَّا تُرِیَنِّیۡ مَا یُوۡعَدُوۡنَ رَبِّ فَلَا تَجۡعَلۡنِیۡ فِی الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ۔

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُھُمَاۤ اَوۡ کِلٰھُمَا.......... الخ

ان تمام آیات میں اِمَّا مضارع مؤکد با نون ثقیلہ پر داخل ہے۔ اور معنی حرف شرط کے "اگر" ہیں۔ اصل میں اِنۡ۔ مَا سے مرکب ہے۔ اور یہ حرف شرط ہے۔ ان حرف شرط اور ما ملغا یعنی زائدہ ہے۔ اس کے معنی "اگر" کے ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں قادیانیوں کو اعتراض کرتے ہوئے اتنی سمجھ بھی نہیں آئی کہ ان کا دعویٰ خاص ہے۔ کہ صرف غیر تشریعی نبی ہی آ سکتے ہیں۔ تشریعی نہیں۔ اور جو دلائل وہ اپنے حق میں پیش کر رہے ہیں۔ جیسے یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ وہ عام ہیں۔ جن میں تشریعی اور غیر تشریعی سب شامل ہیں۔ ان کا دعویٰ تو خاص ہے۔ اور دلیل عام۔ پس دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نہیں۔ جس دلیل سے وہ تشریعی نبیوں کی آمد اس آیت سے مستثنیٰ کریں گے۔ ہم اسی دلیل سے غیر تشریعی نبیوں کی آمد بھی ختم کر دکھائیں گے۔

بقیہ : حضرت الانور شاہ کشمیریؒ

کا اختلاف ہے۔ قانون کا اختلاف نہیں۔ چنانچہ فقہاء حنفیہؒ نے تصریحات فرمائی ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کلمۂ کفر کسی شبہ کی بناء پر کہتا ہے تو اس کی تکفیر نہ کی جائے گی (دیکھو رد المختار ، در بحر الرائق۔

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

مرے سر پر بھی رحمت کی گھٹا ہو

مری جاں جسم سے جس دم جدا ہو — لبوں پہ نغمۂ صلِّ علےٰ ہو
مرے سر پر بھی چادر ہو کرم کی — مرے سر پر بھی رحمت کی گھٹا ہو
تمہارے دم سے قائم بزمِ ہستی — تمہی تکوینِ عالم کی ضیا ہو
نظر جس وقت دیکھے سبز گنبد — تو بارانِ کرم کا سلسلا ہو
وجودِ پاک سے روشن ہے عالم — ازل سے تاجدارِ انبیاء ہو
بہت دکھ زندگی کے سہہ چکا ہوں — قرارِ جان و دل مجھ کو عطا ہو
ہیں شاہانِ زمانہ اس کے محتاج — تمہارے آستاں کا جو گدا ہو
کہاں میں اور کہاں نعتِ پیمبرؐ — مگر سرکار سے جو کچھ عطا ہو

خدایا حافظِ عاصی کی ہر نعت
قبولِ بارگاہِ مصطفےٰ ہو

حافظ لدھیانوی